



سوال

(464) کنویں میں لڑکی گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معروض آئندہ ہمارے ہاں ایک کنویں میں (جس کا پانی قریباً آٹھ فٹ گہرا ہے) ایک لڑکی (نویادس سال کی) گر کر مر گئی اور قریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد نکالی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ کنویں کا مذکور کا پانی پاک ہے یا پلید؟ ہمارے ہاں اس پر بہت سخت نزاع پڑ گئی ہے اندیشہ ہے کہ آپس میں لڑائی شروع نہ ہو جائے، لہذا جواب جلدی عنایت فرمائیں، اگر اخبار تنظیم اہل حدیث میں شائع فرمادیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ سوال پہلے بھی اسی کنویں کے متعلق کسی صاحب نے آزاد کشمیر سے ہی بھیجا تھا اور اُسی وقت اس کا جواب لکھ کر بھیج دیا گیا تھا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ: مذکورہ بالا کنویں کا پانی بالکل پاک ہے، اس میں لڑکی کے مرنے سے اس کا پانی پلید نہیں ہوا کیونکہ انسان خصوصاً مسلمان جس طرح زندہ پاک ہے، اسی طرح مُردہ بھی پاک ہے، چنانچہ محدثین نے اس پر باب منعقد کیے ہیں کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

((باب عرق الجنب وان المسلم لا یجنح))

”یعنی یہ بات جنبی کے پسینہ کا حکم بیان کرے اور یہ بات بیان کرنے کا ہے کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا،“

پھر اس میں مندرجہ ذیل حدیث لائے ہیں۔

((عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ فی بعض طریق المدینۃ وهو جنب فانحنت منه فذهبت فاعتسلت ثم جاء فقال ابن کنت یا ابا ہریرۃ قال کنت جنباً فکرت ان اجالسک وانما علی غیر طہارتہ قال سبحان اللہ ان المؤمن لا یجنح)) (بخاری مع الفتح الباری ص ۱۹۵، جلد ۲)

”یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنبی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے رستہ میں ملے، میں چپکے سے نکل گیا اور غسل کر کے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہاں گیا تھا؟ میں نے عرض کیا: یا حضرت! میں جنبی تھا، پس میں نے پلیدی کی حالت میں آپ سے ہم مجلس ہونا مکروہ جانا۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! مسلمان تو پلید نہیں ہوتا۔“

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات یوں منعقد کیا ہے باب غسل المیت ووضوہ بالماء والسر، (یعنی یہ باب ہے میت کے وضو اور غسل دینے کے ساتھ پانی اور میر کے پتوں



کے۔) اور اس میں لکھتے ہیں :

((وَحَظَّ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابْنَ السَّعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ وَصَلَى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَلَا يَتَنَا وَقَالَ سَعْدُ لَوْ كَانَ نَجَسًا مَسْتَهً وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَوْنُ لَا يَنْجُسُ))

(بخاری مع الفتح الباری ج ۵، ص ۶۵۲)

”ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن زید کے بیٹے کو (جو فوت ہو گیا تھا) خوشبو لگائی اور اس کا جنازہ اٹھایا اور نامز پڑھی اور وضو نہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان زیدہ اور مردہ کسی حال میں پلید نہیں ہوتا اور سعد بن ابی وقاص نے فرمایا (اگر میت پلید ہوتی تو) میں اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن پلید نہیں ہوتا)“ یہ بات کا ترجمہ ہے اس کی تشریح بہت کچھ فتح الباری میں موجود ہے، میں کہاں تک لکھوں جو زیادہ تفصیل چاہے وہ فتح الباری ملاحظہ فرمائے، مختصر یہ کہ مومن، موت آنے سے پلید نہیں ہوتا جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قول و فعل اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہے۔ بخاری کے بعد صحیح مسلم کو ملاحظہ فرمائیے، فرماتے ہیں۔

((باب الدلیل علی ان المسلم لا ینجس)) (مسلم ج ۱، ص ۱۶۲)

”یعنی اس باب میں اس بات کے دلائل ہیں کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا“

پھر اس میں دو حدیثیں لائے ہیں۔ ایک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو بخاری کے حوالہ سے اوپر گزر چکی ہے، دوسری حذیفہ کی حدیث ہے :

((عن حذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ وھو جنب فحاد عنہ فاعتسل ثم جاء فقال کنت جنباً قال ان المسلم لا ینجس))

”یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ کو جنابت کی حالت میں ملے، پس تنہا ہوئے اور غسل کیا، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ میں جنبی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مسلمان پلید نہیں ہوتا۔“ (مسلم شریف ص ۱۶۲، جلد ۱)

منتقی میں بھی باب ایسا ہی باندھا ہے۔ فرماتے ہیں۔

((باب فی ان الادی المسلم لا ینجس بالموت ولا شرہ واجزائہ بالانفال))

”یعنی یہ بات اس مسئلہ میں ہے کہ آدمی مسلمان، موت سے پلید نہیں ہوتا اور اس کے بال اور اعضاء بھی جسم سے علیحدہ ہونے پر پلید نہیں ہوتے۔“

پھر فرماتے ہیں :

((قد اسلفنا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینجس وھو وام فی الحی والمیت قال البخاری وقال ابن عباس المسلم لا ینجس حیاً ولا میتاً)) (منتقی مع نیل ص ۵۶ جلد ۱)

”یعنی حدیث المسلم لا ینجس (جو پہلے ذکر ہو چکی ہے) وہ عام ہے زندہ اور مردہ کو شامل ہے، یعنی مسلمان زندہ اور مردہ پاک ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ مسلمان زندہ اور مردہ پلید نہیں ہوتا۔“

امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں :

((هذا الحديث اصل عظیم فی طہارۃ المسلم حیاً ومیتاً فاما الحی فطاهر بلجماع المسلمین حتی الجنین اذا القیئہ امہ وعلیہ رطوبة فرجھا قال بعض اصحابنا ھو طاهر بلجماع المسلمین قال ولا یسجی فیہ الخلاف المعروف فی نجاسة رطوبة فرج المرأة ولا الخلاف المذكور فی کتب اصحابنا فی نجاسة ظاہر بیض الدجاج ونحو فان فیہ ومحصن بناء علی رطوبة الفرج هذا حکم المسلم الحی واما المیت ففیہ خلاف للعلماء والشافی فیہ قولان الصحیح منھما انہ طاهر ولھذا غسل ولقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المسلم لا ینجس وذكر البخاری فی صحیحہ عن ابن عباس تعلیقاً المسلم لا ینجس حیاً ولا میتاً... الخ ص ۱۶۲))

”یعنی یہ حدیث جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اوپر مذکور ہو چکی ہے، مسلمان زندہ اور مردہ کے پاک ہونے کی اصل دلیل ہے، پس مسلمان زندہ کا پاک ہونا تو لجماع المسلمین سے ثابت ہے حتیٰ کہ بچہ، جب اس کو ماں ڈال دے اور اس پر فرض کی رطوبت لگی ہو، وہ بھی بقول ہمارے بعض اصحاب کے، ساتھ لجماع المسلمین کے پاک ہے اور وہ اختلاف ہے جو فرج کی رطوبت کے متعلق اور اندام مرغی کے ظاہر ہونے کے متعلق ہے اس میں نہیں آتا۔“

یہ حکم تو زندہ مسلمان کا ہے کہ وہ بالاتفاق پاک ہے لیکن مسلمان فوت شدہ سواس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے : امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے متعلق دو قول ہیں مگر صحیح قول ان کا یہی ہے کہ مسلمان فوت شدہ پاک ہے، اسی لیے تو غسل دیا جاتا ہے۔ (یعنی اگر نجس العین ہوتا تو غسل دینے سے پاک نہ ہوتا چنانچہ حدیث میں ہے، مسلمان پلید نہیں ہوتا اور



امام بخاری صحیح بخاری میں ابن عباس وغیرہ سے لائے ہیں کہ مسلمان زندہ اور مردہ پاک ہے۔
نیل الاوطار میں ہے :

((وحدیث الباب اصل فی طہارۃ المسلم حیا ومیتا اما لکی فاجماع واما المیت ففیہ خلاف فذهب ابو حنیفہ و مالک ومن اهل البیت المہادی والقاسم والمؤید باللہ والیہ واطالب الی نجاستہ وذهب غیر ہم الی طہارۃ واستدل صاحب البحر للاولین علی النجاستہ بنزع زمزم من الجبشی وھذا مع کونہ من فعل ابن عباس کما اخرجہ الدارقطنی عنہ وقول الصحابی وفعلہ لا ینتھض للاحتجاج بہ علی الخصم محتمل ان ینکون للاستفادہ لالنجاستہ ومعارض وحدیث الباب وحدیث ابن عباس نفسہ عند الشافعی رحمۃ اللہ علیہ والبخاری تعلیقاً بلغظ المؤمن لا ینجس حیا ولایمیتا وحدیث ابی ہریرۃ المتقدم وحدیث ابن عباس ایضاً عند الیہقتی ان یتنیم موت طاہر انفسکم ان تغسلوا ایدیہم وترجع راوی الصحابی علی روایتہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروایۃ غیرہ من الغرائب الی لایدری ما الحاصل علیہا))

(نیل الاوطار ص ۲۲ جلد ۱)

یعنی حدیث باب کی یعنی حضرت حذیفہ کی حدیث جس کے الفاظ مسلم کے حوالہ سے گزر چکے ہیں، مسلمان زندہ اور مردہ کے پاک ہونے پر اصل دلیل ہے پس مسلمان زندہ کے پاک ہونے پر تولد جماع ہے اور مردہ کے پاک ہونے میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ، مالک، اہل بیت سے ہادی قاسم مؤید باللہ والیہ واطالب نجاست کی طرف گئے ہیں اور ان کے علاوہ باقی سب طہارت کے قائل ہیں۔

صحابہ بحر نے مردہ کو نجس جلنے والوں کے لیے جبشی کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ وہ زمزم میں واقع ہو گیا جو ابن عباس نے زمزم صاف کرایا اور یہ باوجود ابن عباس کا فعل ہونے کے جو مخالف پر حجت نہیں احتمال رکھتا ہے کہ ویسے صفائی کے لیے ہو، نجاست کے لیے نہ ہو اور یہ فعل ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حدیث باب (یعنی حدیث حذیفہ کے خلاف ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اپنی حدیث کے بھی جو بیہشتی میں ہے جس کو امام بخاری نے بھی تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ مومن زندہ اور مردہ پلید نہیں ہوتا، مخالف ہے، اور حدیث ابو ہریرہ کے بھی خلاف ہے، جو صحیح مسلم کے حوالہ سے پہلے ذکر ہو چکی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اپنی حدیث کے بھی خلاف ہے جو بیہشتی میں ہے :

((ان یتنیم موت طاہر... الخ))

”یعنی میت تمہاری بعد از موت پاک ہوتی ہے“

سو تم اس کو غسل دے کہ صرف ہاتھ دھو لیا کرو، یعنی میت کو غسل کرنے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ میت پاک ہے اور صحابی کی رائے کو اس کی یا دوسرے صحابی کی مرفوع حدیث پر ترجیح دینا تو بڑی ہی عجیب بات ہے جس کا باعث معلوم نہیں، یعنی صحابی کی رائے مرفوع پر ترجیح نہیں دینی چاہیے۔

تنبیہ :... جو لوگ مردہ مسلمان کو نجس کہتے ہیں ان کا قول غلط ہے، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ کے مقابلہ میں اس کی کوئی وقعت اور اعتبار نہیں، نیز ان کے قول سے لازم آتا ہے کہ صلحاء امت اور اولیاء اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور انبیاء کے اجسام مطہرہ مبارکہ بھی نجس ہوں (نعوذ باللہ من ذلک)

یہ عقیدہ بالکل باطل اور غلط ہے۔ میرا وقت بہت قلیل ہے ورنہ میں اس پر بہت سے دلائل جمع کر دیتا غیر عاقل مومن کے لیے یہی کافی ہے۔ اگر درخانہ کس ست، یک بس ست۔

حاصل یہ کہ مذکورہ بالا چاہ کی طہارت اور اس کے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ لڑکی فوت شدہ زندہ اور مردہ پاک ہے پھر چاہ کس طرح پلید ہوگا۔

اگر بقول اُن کے میت کو نعوذ باللہ من ذلک نجس قرار دیا جائے تو بھی چاہ مذکورہ کا پانی پلید نہیں ہوتا کیوں کہ جب پانی دو قطعہ (پانچ مشک) یا زیادہ ہو تو پلید نہیں ہوتا۔ چنانچہ محدثین نے اس کو صاف صاف بیان فرمایا ہے۔ (عبداللہ روپڑی، تنظیم اہل حدیث جلد نمبر ۱، شمارہ نمبر ۱)

(الجواب صحیح : علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ مغربی پاکستان خانیوال)

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الصلاة جلد 1 ص 17-18

